حالات وواقعات

شیخ عبدالرشید*

گجرات کا ''بیت الحکمت''

لائبریریوں کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی تہذیبِ انسانی۔ اوراق تاریخ شاہد ہیں کہ قوموں کے عروج وزوال میں کُتب خانوں کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ ٹیکسلا میں قدیم ترین لائبریری کے آثار ملے ہیں۔ یونان میں سقراط یا ارسطو کے ذاتی کتب خانے ہوں یا قدیم مصر کی عبادت گاہوں میں کتب کی موجودگی، شور بنی پال کی نینوا کے مقام پر مٹی کے الواح پر مشتمل لائبریری ہو یا قبل مسیح کے اسکندریہ اور پرگامم کے عظیم کتب خانے یا پھر قرونِ وسطیٰ کے شاندار اسلامی کتب خانے سب علم کے روشن میناروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے عہد عروج میں مساجد و مدارس ہی نہیں گھروں کے طاق بھی کتابوں سے سجے رہتے تھے۔ بغداد اور اُندلس کے گلی محلوں میں کتب فروشوں کی دکانیں عام تھیں نیز سرکاری اور نجی لائبریریوں کی بھی بھرمار تھی۔ بلاشبہ قومیں کتب خانوں سے بنتی ہیں۔ جس طرح ہوا اور پانی کے بغیر جینا ممکن نہیں اسی طرح کتاب کے بغیر انسانی بقا اور ارتقا محال ہے۔ قوموں کی زندگی میں جیسے علاقائی دفاع کے لیے منظم فوجی چھاؤنیوں کا قیام لازم ہے بعینہٖ علم ودانش اور سائنس وٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے لائبریریوں کا قیام وانتظام ضروری ہے۔ لائبریریاں نظریاتی ومعاشرتی دفاع کا مؤثر ترین حصار ہی نہیں جہالت وناخواندگی کے خلاف مضبوط قلعوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پاکستان میں اس وقت کم وبیش آٹھ ہزار لائبریریاں موجود ہیں۔ سکھر کی جنرل لائبریری ۱۸۳۵ء میں قائم ہوئی۔ اسے ملک کی قدیم ترین لائبریری سمجھا جاتا ہے۔ پنجاب سول سیکریٹریٹ کی لائبریری ۱۸۵۸ء میں قائم ہوئی۔ جبکہ اس وقت پاکستان کی سب سے بڑی لائبریری بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی کراچی میں ہے۔

۱۹۹۹ء میں مجھے اپنے تحقیقی مقالے کے لیے مواد کے حصول کے لیے ''بیت الحکمت'' کراچی جانے اور اس سے استفادے کا موقع ملا تو میں نے وہاں کے عملے کے تعاون اور ذخیرۂ کتب سے متاثر ہوکر حکیم محمد سعید کی قبر پر خصوصی دُعائے مغفرت کی جنہوں نے یہ مدینۃ الحکمت آباد کیا۔ گیارہ سال بعد ۱۳ نومبر کو علم وتحقیق کے حوالے سے میرے اس خوشگوار تجربے کی یاد ایک بار پھر تازہ ہوگئی جب میں گجرات کے کتاب دوست قلمکار عارف علی میر کے گھر میں قائم المیر

*ایڈیشنل رجسٹرار، یونیورسٹی آف گجرات۔ sheikhrashid.uog@gmail.com

ٹرسٹ لائبریری واقع میر سٹریٹ بھمبر روڈ گجرات پہنچا تو اُنہوں نے نہ صرف خوش دِلی سے جی آیاں نوں کہا بلکہ پر تکلف چائے سے تواضع بھی کی۔ علاقہ میں بجلی کی بندش کے باعث لائبریری دیکھنے سے پہلے عارف علی میر صاحب نے لائبریری کے قیام وکردار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مبینہ طور پر ''خطہ یونان'' کی شہرت رکھنے والے شہر گجرات میں روز بروز کھانے پینے کے ہوٹلوں اور دکانوں کے بڑھتے ہوئے طوفان میں معدے کی بجائے دماغ سے سوچنے والوں کے لیے یہ کتب خانہ اُمید کا ایسا چراغ ہے جس کی روشنی میں عظمتِ رفتہ کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ جلالپور جٹاں سے تعلق رکھنے والے علم دوست غضنفر علی میر کی وفات کے بعد زمیندار کالج کے انگریزی زبان وادب کے سابق ہر دلعزیز اُستاد پروفیسر حامد حسین سید اور پنجابی زبان وادب کے ممتاز ادیب ومحقق شریف کنجاہی نے مسلسل چالیس دِن تک عارف علی میر کے ہاں اس لائبریری کے قیام کے لیے ''چلہ'' کاٹا اور انہیں قائل کیا کہ ''والد محترم کے ایصالِ ثواب'' کے لیے سب سے مستحسن عمل یہ ہے کہ ان کی علم دوستی کو کتاب دوستی کی تحریک میں بدل کر صدقہ جاریہ کا روپ دے دیا جائے۔ وضع دار عارف علی میر کو یہ بات پسند آئی اور اُنہوں نے اپنے والد کی پہلی برسی ۲۹ جنوری ۱۹۹۷ء کو المیر ٹرسٹ کے زیر اہتمام پہلی کتاب ''کلام حق الحیات'' شائع کر کے اس نیک کام کا آغاز کیا۔ نیز لائبریری کے خواب کو بھی حقیقت کا روپ دیا۔ حامد حسن سید کو المیر ٹرسٹ کا پہلا سر پرست نامزد کیا گیا۔ انہی بزرگوں نے آہستہ آہستہ عارف علی میر کو اپنی گاڑی فروخت کر کے عمارت کی تعمیر پر آمادہ کیا۔ حامد حسن سید کی وفات کے بعد محترم شریف کنجاہی سر پرست بنے ان کے بعد آج کل پروفیسر ڈاکٹر نصیر الدولہ المیر ٹرسٹ کے سر پرست اعلیٰ ہیں تاہم اس ٹرسٹ کی روح رواں شروع سے ہی عارف علی میر رہے ہیں۔ ان کی شب وروز کاوشوں اور محبت ولگن سے المیر ٹرسٹ لائبریری آج گجرات میں علم وادب اور تحقیق وتحریر کا ذوق وشوق رکھنے والوں کے لیے نعمت کدہ بن چکی ہے۔

عام طور پر لائبریری کا بنیادی مقصد ہر قاری کو اس کی ضرورت اور ذوق کے مطابق کتاب فراہم کر کے انسانی زندگی کو ترقی اور بہتری دینا ہوتا ہے۔ المیر ٹرسٹ لائبریری میں دس ہزار سے زاید کتب موجود ہیں جن میں سے زیادہ تر ریفرنس بکس ہیں۔ ادب، تاریخ، سیاست، معاشرت، معیشت، تصوف سمیت متنوع موضوعات کا احاطہ کرنے والی کتب نمایاں ہیں۔ تاریخ گجرات اور گجراتی مصنفین کی عام ونایاب کتب بھی موجود ہیں۔ اس لائبریری میں مذاہب عالم کے حوالے سے بھی خصوصی کولیکشن ہے۔ اس لائبریری کا ایک اور قابل قدر پہلو ''گوشۂ شریف کنجاہی'' ہے جس میں شریف کنجاہی جیسے عالمی شہرت کے حامل عالم وقلمکار کا نجی کتب خانہ رکھا گیا ہے جس میں موجود نادر ونایاب کُتب نے اس لائبریری کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔ یہاں نہ صرف کتب کا ذخیرہ موجود ہے بلکہ لائبریری میں اس کی تنظیم و آرائش بھی دیدہ زیب ہے۔ یہ کتب خانہ جس ٹرسٹ کے زیر انتظام ہے اسے صرف عارف علی میر کے خاندان کی سر پرستی حاصل ہے۔ کسی اور ذریعے سے فنڈ ز اکٹھے نہیں کیے جاتے۔ اس لائبریری کی ممبر شپ فیس بھی نہیں رکھی گئی۔ کوئی بھی خواہشمند جب چاہے جتنا چاہے استفادہ کر سکتا ہے اُسے عارف علی میر کی ہنس مکھ شخصیت کی میز بانی کا بونس بھی ملے گا۔

المیر ٹرسٹ لائبریری کو کئی کتاب دوستوں سے پذیرائی بھی ملی ہے۔شریف کنجاہی نے اپنے نجی کتب خانے کا بڑا حصہ خود اس لائبریری کے لیے وقف کیا ان کی وفات کے بعد ان کے اہل خانہ نے باقی ماندہ کتب بھی اس لائبریری کو عطیہ کر دیں۔مرحوم ایم زمان کھوکھر نے ایک سو کتب کا تحفہ دیا۔گوجرانوالہ کے شاعر و ادیب محمد امین خیال نے دو سو کتب جبکہ لاہور کے مرزا پرویز رضا نے ادارۂ ثقافت اسلامیہ کی شائع کردہ کتب کا سیٹ عطیہ کیا۔جنہیں عارف علی میر نے کمال محبت سے نہ صرف لائبریری کی زینت بنایا بلکہ عطیہ کرنے والوں کے لیے تشکر کا اظہار بھی کیا۔

المیر ٹرسٹ لائبریری اس بات کا کُھلا ثبوت ہے کہ فردِ واحد نے ایک تنظیم اور ادارے کا کردار ادا کر کے قومی فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔غیر سرکاری طور پر چلائی جانے والی یہ لائبریری اربابِ اقتدار واختیار کی نظرِ کرم کی حقدار ہے۔سرکار اس نیک کام کو آگے بڑھانے کے لیے اپنا حصہ ڈال کر حوصلہ افزائی کرے۔علم دوست اور لائبریری سائنس کے شعبے کے افراد بھی عارف علی میر کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔اس لائبریری میں جدید کیٹیلاگ کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔لائبریری سائنس سے تعلق رکھنے والے افراد یا ادارے اس لائبریری کی رضا کارانہ فہرست سازی کر کے صدقہ جاریہ میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

گجرات وگرد ونواح میں موجود نجی لائبریریوں کے حامل اگر اپنی زندگی میں ہی اپنے علمی ذخیرے کو محفوظ کرنے کے لیے اس ٹرسٹ لائبریری کو عطیہ کر دیں تو یہ کارِ خیر ہوگا بصورتِ دیگر گجرات کے کئی نامور افراد کے ورثاء نے ان کے بعد بندر بانٹ میں جس طرح ان کی کتب کو جلایا یا ردی میں فروخت کیا اسی کا ایکشن ری پلے نادر کتب کے ضیاع کا سبب بن جائے گا۔کتابوں سے محبت کرنے والوں کے ذاتی کتب خانے اور کولیکشنز نا اہل اولاد کی وراثت نہیں ہوتے بلکہ ان پر اس علاقے کے کتب خانوں کا حق ہوتا ہے۔

اس لائبریری کی تمام تر افادیت اپنی جگہ مگر اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کسی طور پر بھی قابل رشک نہیں۔ہمارے سماج میں کتب بینی کے شوق کے زوال کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں۔ہمیں نسل نو کو کتب بینی کی طرف راغب کرنے کے لیے ایسی لائبریریوں کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔عارف علی میر خونِ دل دے کر رُخ برگِ گلاب نکھارنے کے لیے کوشاں ہیں۔اُنہوں نے فکری بیداری کے لیے گجرات میں اہم قلعہ تعمیر کیا اور جہالت کے خاتمے کے لیے اپنے حصے کا دیپ جلا رکھا ہے جس پر وہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔ بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی لائبریری کو دیکھا، مستفید ہونے پر حکیم سعید کے لیے دِل سے دُعا نکلی۔المیر ٹرسٹ لائبریری گجرات دیکھی اور استفادہ کر کے دِل خوش ہوا اور دِل کی گہرائیوں سے دُعا نکلی کہ پروردگار عارف علی میر کو اس کارِ خیر کا اجرِ عظیم دے کہ اُنہوں نے گجرات میں ''بیت الحکمت'' قائم کر رکھا ہے۔ جہاں نہ صرف کتب جمع کی گئی ہیں بلکہ کتب کی فی سبیل اللہ اشاعت و تقسیم کی تحریک بھی جاری کی ہے۔اس سے بھی بڑھ کر ''شام ہمدرد'' کی طرح یہاں ہفتہ وار محفل نقد ونظر اور علمی وادبی سیمینارز اور تقریبات کا اہتمام بھی شوق سے کیا جاتا ہے۔بلا شبہ المیر ٹرسٹ لائبریری گجرات میں محض کتب خانہ ہی نہیں بلکہ فکری وقومی بیداری کی تحریک کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔